وادیٔ کشمیر میں صوفیاء کی تبلیغی کوششیں

ڈاکٹر محمد ریاض

بر صغیر کے دیگر علاقوں کی طرح جموں و کشمیر کی وادی میں بھی اشاعت اسلام کا بیشتر کام صوفیائے کرام کی تبلیغی کوششوں کا مرہون منت ہے ـ جب آٹھویں صدی ہجری میں آفتاب اسلام یہاں طلوع ہوا تو اس وقت تک برصغیر کا کافی حصہ اس کی ضیاءباریوں سے منور ہوچکا تھا ـ تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ ان صوفیاء نے معاشرے کی اس طرح اصلاح کی کہ یہ خطہ جلد ہی اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ بن گیا ـ

ورود اسلام کے ابتدائی نقوش :

وادی جموں و کشمیر کی معلوم تاریخ مظہر ہے کہ اسلام کے ورود سے قبل یہاں ناگ مت، ہندو مت، شیومت اور بدھ مت کا رواج تھا ـ کشمیر کے مورخ ان مذاہب کو از راہ اختصار ''چار مت،، کے نام سے یاد کرتے ہیں ـ

محمد بن قاسم کے حملہ سندھ سے دو سال قبل انیس مسلمانوں کا ایک قافلہ وادی کشمیر میں وارد ہوا تھا ـ اس قافلہ کا سربراہ، ملک شام کا ایک نوجوان، حمیم بن سامہ تھا ـ وہ ان عرب سپاہیوں میں سے ایک تھا جو علامہ بلاذری کی فتوح البلدان کی روایت کے بموجب ، محمد بن قاسم سے قبل سندھ پر حملہ آور ہوئے تھے اور جنھوں نے بعض اختلافات کی بنا پر خلیفہ ولید کے مقرر کردہ ایک حاکم، سعید بن اسلم کو قتل کردیا تھا ـ محمد بن قاسم کے حملہ سندھ کے نتیجہ میں جب راجہ داہر نے شکست کھائی اور اپنے ایک بیٹے گوپی کے ساتھ قتل ہوا (۹۳ھ - ۷۱۲ء) تو حمیم ابن سامہ اپنے اٹھارہ

ان کا سالانہ امتحان لے کر خود ہی سندات تقسیم کرے۔ جہاں تک لڑکیوں کی تعلیم کا تعلق ہے۔ فی‌الحال آپ صرف ایک امتحان لینے والے ادارے کے طور پر کام شروع کردیں اور رفتہ رفتہ اسی ادارے کو مسلمان عورتوں کی ایک آزادیونیورسٹی کی صورت میں منتقل کردیں بلکہ آپ کا مجوزہ انڈسٹریل گرلز اسکول بھی اسی یونیورسٹی کی ایک شاخ قرار پائے،، ۔(۱)

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال اصولی طور پر مخلوط تعلیم کے خلاف تھے۔ اس کی مزید تصدیق و تائید فقیر سید وحیدالدین کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ ۱۹۳۳ء میں علامہ نادرشاہ کی دعوت پر افغانستان میں اسلامی نظام کی تشکیل کے سلسلہ میں ضروری مشورت کے لئے تشریف لے گئے۔ سفر افغانستان سے واپسی پر ڈاکٹر صاحب سے دریافت کیا گیا کہ جب قرآن کریم تمام انسانوں کو علم حاصل کرنے کی ہدایت کرتا ہے تو پھر لڑکوں اور لڑکیوں کی جدید تعلیمی سہولتوں پر کیوں قدغن لگائی جاتی ہے ؟ ڈاکٹر صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا ’’بے شک قرآن کریم میں حصول علم پر بڑا زور دیا گیا ہے لیکن اس میں یہ کہاں کہا گیا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں ایک مکتب میں مل جل کر تعلیم حاصل کریں،، ۔(۲)

علامہ نے اپنی صاحب‌زادی منیرہ بانو کے لئے بھی یہی قدغن برقرار رکھی اور اس مقصد کے لئے انھوں نے علی‌گڑھ سے ایک نو مسلم جرمن معلمہ بلوائی جس نے گھر میں رہ کر منیرہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ۔(۳)

علامہ نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس امر کی وضاحت بھی کی کہ

(باقی صفحہ ۳۱۰ پر)

---

(۱) علامہ اقبال کا نظریہ تعلیم از محمد حنیف شاہد ایم۔اے۔ مندرجہ مجلہ ’’اسلامی تعلیم،، لاہور مارچ - اپریل ۱۹۷۲ء

(۲) روزگار فقیر مرتبہ فقیر سید وحید الدین، جلد اول، صفحہ ۱۶۵

(۳) ایضاً صفحہ ۱۶۵ - ۱۶۶

ساتھیوں سمیت ، راجہ داهر کے دوسرے بیٹے جےسیا کے همراه کشمیر بھاگ گیا اس ڈر سے کہ محمد بن قاسم اس سے انتقام نہ لے کیوں کہ وہ خلیفہ ولید، حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کے مخالف گروہ سے تعلق رکھتا تھا۔

وادی جموں و کشمیر پر اس وقت ناگ مت کے پیرو راجہ ورلابھگ کی حکومت تھی (۶۶۳ - ۷۱۳ء)۔ یہ راجہ بعد میں مسلمان ہوگیا تھا۔ راجہ ورلابھگ نے پناهگزیں راجکمار جےسیا کو کوهستان نمک کے علاقہ پوٹھوهار میں ایک جاگیر عطا کی۔ حمیم بن سامہ اور اس کے ساتھی اسی جاگیر میں رهنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ ان مسلمانوں نے وهاں مسجد بھی تعمیر کی اور مقدور بھر اسلام کی تبلیغ بھی کرتے رہے۔ انھوں نے اپنے حسن اخلاق سے راجگان کشمیر کو متاثر کیا، اور کئی افراد نے ان کے هاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پنڈت کلهن کی راج ترنگینی مظهر ہے کہ راجہ وجروتیہ کے عهد حکومت (۷۳۵ - ۷۶۵ء) میں مسلمان کافی صاحب نفوذ ہو چکے تھے اور اس کے بعد بھی وہ راجگان کشمیر کی فوج میں شامل ہوتے رہے۔ خلیفہ هشام کے زمانے میں جنید نامی سردار کی راهنمائی میں کشمیر پر فوج کشی کی گئی تھی یہ مہم نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی۔ خلیفہ منصور عباسی کے زمانے میں حاکم سندھ، هشام بن ارم تغلبی نے بھی کشمیر کو فتح کرنے کی کوشش کی تھی، مگر یہ کوشش ناکام رہی۔ (۱) غرض یہ کہ دسویں صدی عیسوی کے آواخر تک ورود اسلام کے ابتدائی نقوش کی کیفیت کسی قدر معلوم کی جاسکتی ہے۔

محمود غزنوی کے حملے :

سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملوں میں سے تین حملے وادی جموں و کشمیر پر ہوئے۔ یہ حملے ۱۰۱۴ء، ۱۰۱۵ اور ۱۰۲۱ھ میں کئے گئے

(۱) ڈاکٹر صوفی، غلام محی‌الدین : کشمیر ج ۱ ص ۶۷ - ۸۷، سلیم خاں مگی : اشاعت اسلامیہ کشمیر میں، باب اول۔

جن کی تفصیل ''تاریخ گردیزی،، میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ یہ حملے بہ ظاہر راجگان کشمیر کو اپنا اطاعت گذار بنانے اور انھیں پنجاب کے ان راجوں کی طرفداری سے باز رکھنے کے سلسلے کی کڑیاں تھیں جو سلطان کے خلاف نبرد آزما رہے تھے۔ معاصر راجہ کشمیر، سمبایاسمگرا (۱۰۰۳-۱۰۲۸ء) نے نہ صرف پنجاب کے حاکم راجہ ترلوچن پال کو پناہ دی بلکہ سلطان کے خلاف اس کی امداد بھی کی اس لئے محمود نے اس کی سرکوبی کی خاطر حملہ کرکے وادی کے بعض حصوں کو اپنے تصرف میں لے لیا۔ راجہ کشمیر نے اطاعت قبول کی اور باجگزار بننے کا عہد کیا، تو سلطان نے اپنا قبضہ ہٹالیا، البتہ اس کی فوج کے بہت سے افراد کوھستان نمک، پونچھ، میرپور مظفرآباد اور ہزارہ میں آباد ہوگئے۔ اور اس سے مسلمان اقلیت کو کافی تقویت پہنچی۔ یہ علاقے انیسویں صدی تک کشمیر کے جزو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی حربی مہارت اور انتظامی قابلیت ہندوست کے پیرو راجاؤں کے لئے خصوصیت کے ساتھ جاذب توجہ تھی اسی لئے بعض راجاؤں مثلاً راجہ ہرش (۱۰۸۹-۱۱۰۱ء) اور جےسیا (۱۱۲۸-۱۱۵۵ء) وغیرہ نے انھیں اعلیٰ عسکری عہدے دے رکھے تھے۔ (ملاحظہ ہو راج ترنگنی جلد دوم)۔کوئی سوا سو سال بعد اطالوی سیاح مارکو پولو کا وادی کشمیر میں گذر ہوا (۱۲۷۵ تا ۱۲۷۷ء)، تو اس وقت وہ وہاں مسلمانوں کی موجودگی اور ان میں رسم قربانی کا ذکر کرتا ہے۔ مگر اس کے بعد جب وہاں کے اشراف و امراء کی حکومت کا دور آیا تو عوام اور خصوصاً مسلمانوں کی حالت ناگفتہبہ ہوگئی۔ ان حکام نے مذہبی منافرت و تعصب کو ہوا دی۔ جس کے نتیجہ میں بہت سے مسلمان بر صغیر کے دوسرے علاقوں کی طرف ھجرت کر گئے۔

صوفیاء کرام کی آمد:

اسلامی تصوف کا آغاز پہلی صدی ہجری کے آواخر میں ھوا اور رفتہ رفتہ سارے عالم اسلام میں پھیل گیا۔ صوفیائے کرام نے اسلامی ادب و فرہنگ

کے لئے بے بہا خدمات انجام دیں مگر اشاعت اسلام کے سلسلہ میں ان کی کوشش سر فہرست ھیں عام و خاص دونوں میں ان کا اثر و نفوذ تھا اس لئے کہ وہ اپنے حسن کردار کی وجہ سے لوگوں کے قلوب پر حکومت کرتے تھے۔ ان کے وعظ و ارشاد کے نتیجے میں مختلف علاقوں میں اسلام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ پھیلتا گیا۔ اگرچہ وادی جموں وکشمیر کی طرف انھوں نے کافی تاخیر سے توجہ فرمائی تاھم ''دیر آمد درست آمد''۔ ان کی کوششیں بارآور ھوئیں۔ سب سے پہلے مبلغ صوفی جو وادی میں وارد ھوئے، سید عبدالرحمن بلبل شاہ ترکستانی (م ۷۲۷ھ) تھے جنھیں شرف الدین اور بلال شاہ کے القاب سے بھی یاد کیا جاتا ھے۔ آپ حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے تھے۔ فقه حنفی کے پیرو اور سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ، حضرت سید شاہ نعمۃاللہ ولی شیرازی کے مرید تھے آپ ۷۲۰ھ میں پہلی بار وادی میں تشریف لائے (۲) اور ذوالقدر خاں، تاتاری جنگجو کی لوٹ مار اور اس کے ھاتھوں وادی کی تباھی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا(۳)۔ آپ نے محسوس کیا کہ تبلیغ اسلام کے لئے یہاں کے حالات موزوں ھیں۔ آپ اپنے وطن لوٹے اور کئی سادات و صوفیہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے ساتھ لے کر پلٹ آئے بدھ مت کا پیرو حاکم رینچن آپ کے ھاتھ پر اسلام لایا (۷۲۳ھ) اور اپنے لئے ''سلطان صدرالدین'' کا لقب اختیار کیا۔

چنانچہ آپ کی کوشش اور سلطان کے تعاون سے چند سال کے عرصے میں کوئی دس ہزار افراد مسلمان ھوگئے کسی نے کیا خوب کہا ھے۔

آنکه در راه الٰهی روشن از بدر و هلال

بلبلی باغ ولایت، شاهباز لا مثال

سلطان صدر الدین نے سرینگر کے قریب بلبل نگر کے نام سے ایک خانقاہ اور وادی کے مختلف مقامات پر کئی مساجد تعمیر کرائیں اور ان کے لئے کئی

---

(۲) بلبل شاہ مؤلفہ مفتی شاہ سعادت، سرینگر ۱۳۶۴ھ

(۳) G. L. Kaul : Kashmir through pages P. 58

دیہات کی آمدنیاں وقف کردیں۔ مگر افسوس کہ حضرت بلبل شاہ اور سلطان صدرالدین کی وفات کے بعد ایک بار پھر ناسازعد حالات لوٹ آئے۔ پندرہ برس تک وادی میں انتشار برپا رہا اور کفر و اسلام کی جنگ جاری رہی۔ سلطان کے نو مسلم وزیر اعظم رام چندر اور ملکہ کوٹہ رانی نے دوبارہ بدھ مت اختیار کرلیا ۔ اور سلطان مرحوم کے پیش رو حاکم سہادیو کے بھائی اودیادیو کو حکومت سونپ دی۔ کوئی نہ تھا جو انھیں ارتداد جرم کی سزا دیتا۔ دو مسلمان امراء لنگرچک اور شاہ میر سواتی نے بڑی پامردی دکھائی ۔ اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ پورا تعاون کیا۔ ان دنوں اردل یا اردن نامی ایک مسلح غارتگر نے ایک اچانک حملہ کیا جسے شاہ میر نے پسپا کردیا اور عوام کا اعتماد بحال کیا۔ اس عوامی حکومت کے بل بوتے پر ھی وہ ۷۲۳ھ میں سلطان کشمیر بن گیا اور شمس الدین شاہمیر کا لقب اختیار کیا شاہ میر بن طاہر کئی سال تک کشمیری راجاؤں کی ملازمت میں رہ چکا تھا۔ الغرض ''شاہمیریوں،، نے وادی پر کوئی سوا دو سال تک حکومت کی (۷۲۳ - ۹۶۲ھ) ۔

حضرت سیدمیرعلی ہمدانی (م۷۸۶ھ) جنہیں شاہ ہمدان ، امیر کبیر ، علی ثانی اور حواری کشمیر کے القاب سے یاد کیا جاتا ھے۔ ۷۴۰ھ میں وادی سے گذرے۔ اس وقت اپنے مرشد حضرت شیخ شرف الدین محمود مزقانی رازی (م ۷۶۶ھ) کی ھدایت کے بموجب سیاحت میں مصروف تھے(۴)۔ اس لئے یہاں نہ رک سکے البتہ یہاں کی تبلیغی و اصلاحی ضروریات کے خیال سے غافل نہ رہے ۔

۷۴۸ھ میں ایک دوسرے مبلغ اسلام، حضرت سید جمال الدین بخاری، متوفی ۷۸۵ھ جنہیں ''مخدوم جہانیان جہانگشت،،(۵) کے لقب سے یاد کیا جاتا ھے وادی میں تشریف لائے۔ آپ نے چند ھفتے یہاں قیام کیا اور وعظ

---

(۴) منقبۃ الجواھر یا مستورات (مخطوطہ)

(۵) اس نام کی کتاب ملاحظہ ھو: مولفہ محمد ایوب قادری

و ارشاد سے لوگوں کو بہرہ مند کیا (۶) آپ حضرت شیخ رکن الدین عالم ملتانی، سہروردی سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں ۔

آپ کی شخصیت با رعب اور دلکش تھی ۔ شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی نے ۷۶۰ھ میں اپنے ایک فاضل رفیق حضرت سید تاج الدین سمنانی کو ان کے دو تلامذہ سید مسعود اور سیدیوسف کے ساتھ وادی میں بھیجا ۔ یہ حضرات عالم اور صوفی تھے ۔ انھوں نے اشاعت اسلام کا کام ہاتھ میں لیا ۔ اور شاہمیری خاندان کے ہمعصر ، سلطان شہاب الدین (۷۵۵ - ۷۷۵ھ) نے ان کی کوششوں کو پسند کیا ۔ بعد میں سلطان نے بھی سید تاج الدین کے ہاتھ پر بیعت کرلی ۔ تیرہ برس کے بعد ۷۷۳ ہجری میں حضرت شاہ ہمدان نے جو سید تاج الدین کے برادر خورد تھے میر سیدحسین سمنانی کو بھی کشمیر بھیج دیا جہاں آپ مع اہل و عیال تشریف لے گئے آپ کے فرزند میر سیدحسن بڑے جری تھے ۔ سلطان شہاب الدین نے ان کی شجاعت کی بنا پر ان کو اپنی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا ۔ سید حسین کے بھتیجے، سید حیدر خود ایک صاحب حال وقال صوفی تھے مختصر یہ کہ سمنانی صوفیاء نے حضرت شاہ ہمدان کی آمد سے قبل ہی وادی میں اشاعت اسلام کے لئے سازگار ماحول پیدا کردیا تھا ۔

حضرت شاہ ہمدان اور ان کے رفقاء :

حضرت شاہ ہمدان کی تبلیغی خدمات کے بارے میں ہم(۷) پہلے بھی بالاجمال لکھ چکے ہیں ۔ آپ ۷۷۴ھ میں وادی میں وارد ہوئے ۔ جہاں وہ دس برس (۷۸۶ھ) تک تبلیغ و اشاعت میں مشغول رہے ۔ پانچ سال جموں و کشمیر اور پانچ سال بلتستان، نگر، گلگت، لداخ، شگر اور تبت میں ۔ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ وادی کے سب سے بڑے مبلغ آپ ہی تھے وادی کشمیر

(۶) پیر غلام حسین : تاریخ حسن ج ۲ ص ۱۷۰

(۷) ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد جولائی ۱۹۷۲ء

میں ۳۷ ہزار سے زائد افراد نے آپ کے ہاتھ اسلام قبول کیا۔ بلتستان اور گلگت وغیرہ میں سب سے پہلے آپ ھی نے حق کی آواز پہنچائی ھے۔ ان علاقوں میں آپ کی بنائی ھوئی خانقاھیں اور مساجد اب تک موجود ھیں۔ شاہ ھمدان چھ سات سو صوفی اور سادات کے ساتھ وادی میں وارد ھوئے تھے اور انھوں نے یہاں اسلامی طرز زندگی کو رواج دینے اور اصلاح رسوم سلسلہ میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ علامہ اقبال نے جاوید نامہ(۸) کے علاوہ اپنے بعض خطوط(۹) میں شاہ ھمدانی کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ھے۔ گفتاراقبال کا ایک اقتباس ھے :

''شمالی مغربی سرحدی صوبے کو مستثنیٰ کرتے ھوئے، حدود ھندوستان کے اندر جغرافیائی اعتبار سے کشمیر وہ حصہ ھے جو مذھبی اور کلچرل حیثیت سے خالصۃً اسلامی ھے اور ایسا کہ اسلام نے وھاں خدانخواستہ جبر و اکراہ سے گھر پیدا نہیں کیا، بلکہ یہ بارآور پودا حضرت شاہ ھمدانی، جیسے نیک و کامل بزرگان دین کے پاک ھاتھوں کا لگایا ھوا ھے۔ اور ان ھی کے مساعی تبلیغ دین کا نتیجہ ھے۔ جنہوں نے گھربار اور وطن محض اس لئے ترک کئے کہ رسول‌اللہ کے لائے ھوئے پیغام سے ان دیار، و ممالک کے بسنے والوں کو بہرہ‌ور کریں اور الحمد للہ کہ وہ بدرجہ اتم کامیاب ھوئے،،۔

شاہ ھمدان ایک جہاندیدہ بزرگ تھے انھوں نے ھمدان، ختلان (موجودہ کولاب، جمہوریہ تاجیکستان، سوویٹ روس) اور دوسرے مقامات پر دینی اصلاحی خدمات انجام دی تھیں۔ وہ امیر تیمور سے اختلاف مسلک اور حق‌گوئی کی بنا پر وادی میں وارد ھوئے اور یہاں آکر گویا کایا پلٹ دی۔ بقول اقبال کے آپ کی مساعی سے ھی یہ خطہ ایران صغیر کے لقب کا سزاوار بنا۔

آفرید آں مرد ایران صغیر　　باھنر ھائے غریب و دلپذیر

(۸) صفحہ ۱۸۵ - ۱۹۳

(۹) انوار اقبال صفحہ ۷۵

شاہ ہمدان کے ہم‌رکاب بڑے باکمال لوگ تھے ۔ ان میں سید جلال الدین عطائی، سید کمال، سید جمال الدین محدث، سید محمد کاظم، پیر محمد قادری، شیخ سلیمان اور شیخ احمد کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان کی خدمات کی تفصیل کے لئے واقعات کشمیر مؤلفہ محمد اعظم یا مفتی غلام سرور کی خزینۃ الاصفیاء (ج ۲) ملاحظہ کی جاسکتی ہے ۔

متاخر صوفیاء :

حضرت شاہ‌ہمدان کے بعد ان کے، بیٹے حضرت میر سیدمحمد ہمدانی (۷۷۲-۸۵۴ھ) اور ان رفقاء نے تبلیغ و اصلاح کی شمع کو روشن رکھا ۔ سید محمد کے ساتھ بھی دو سے تین سو ایرانی سادات وادی میں وارد ہوئے ۔ انھوں نے کشمیر کے گوشے گوشے میں اعلائے کلمۃ الحق کا کام جاری رکھا ۔ سید محمد نے مسجد شاہ ہمدان (خانقاہ معلیٰ) تعمیر کرائی اور موجودہ آزاد کشمیر کے کئی مقامات پر مدارس اور خانقاہیں بنوائیں ۔ کشمیر کے سلسلہ رشی کے بانی حضرت شیخ نورالدین نورانی (۷۷۹-۸۴۲ھ) آپ کے فیض سے تارک الدنیا ہوگئے ۔ حضرت شیخ نورالدین اور للہ‌دی‌عارفہ (۷۳۵-۷۷۳ھ) دونوں ہی صلح کل کے مسلک کے حامل تھے ۔ حضرت شیخ کو ''علمدار کشمیر،، کا لقب دیا گیا ہے اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ افغان صوبیدار کشمیر علی محمد، محمد خاں (۱۸۰۸-۱۸۱۰ء) نے ان کے نام کا سکہ جاری کردیا تھا ۔ ان کی غیر معمولی مقبولیت پہلے کی طرح اب بھی موجود ہے ۔

نویں صدی ہجری کے وسط تک وادی کشمیر کی اکثر آبادی مسلمان ہوچکی تھی مگر اسلامی رسوم و آداب کے رواج کے لئے صوفیائے کرام کی کوششیں جاری رہیں ۔ اور اس طرح اسلام یہاں رونق پذیر ہوسکا ۔ وادی کشمیر شمع ادب اور تصوف و عرفان کی سر زمین ہے ۔ دوسرے خطوں کے مقابلہ میں اس کے خاص امتیازات ہیں اور اس تفاوت کو کتب ادب و تصوف میں ملاحظہ

کیا جا سکتا ہے۔ متاخرین صوفیاء میں شیخ بہاءالدین گنج بخش (م۔ ۹۴۸ھ) الشیخ حمزہ مخدوم (م۔ ۹۸۴ھ) باباداؤد خاکی (م۔ ۹۹۴ھ) شیخ یعقوب صرفی (م۔ ۱۰۰۳) حاج محمد کشمیری (م ۱۰۰۴)۔

بابا نصیب الدین غازی (م ۱۰۴۷ھ) بابا داؤد مشکاتی (م ۱۰۹۷) مخدوم حافظ عبدالغفور (م ۱۱۱۶ھ) وغیر ہم کے اسمائے گرامی۔ ان کی خدمات کے مظہر ہیں۔ بہرحال وادی جموں و کشمیر اور اس کے نواحی علاقوں میں صوفیائے کرام کی کوششوں سے ہی اسلامی نقوش ثبت ہوسکتے ہیں۔

جلاسکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

(اقبال)۔